ساسانی ،بازنطینی اورنبوی ﷺ اصول نظم مملکت کا تقابلی جائزہ

Analytical Review the Principles of Sassanid, Byzantine and Nabavi states.

رفعت اللہ*

پروفیسر ڈاکٹر قبلہ ایاز**

Abstract

The Nabavi state came into being in 632AD at Madina. There were two states: The Sassanid and Byzantine in North and North east respectively in Arab peninsula. They were theological, superpower and civilized states. In that dynasty the Sassanid were the followers of Zoroaster and the Byzantine were related to Christianity. These states were always used to fight against each other due to which they were internally weaken and vacuous. The Nabavi state invaded on both at same time, defeated them and took place of their state's administration. This article is an attempt to point out the causes of failure and decline of these superpower states and to compare different categories of state elements with the Nabavi state's in principles of: Sovereignty, Ruler of the state, Religion, The aims& objectives of the state, court, the loyalty of government, Military, Economic, Society and Consultative system.

ساسانی :

ایران میں خاندانِ ساسانی نے چارسوسال تک(652-229)حکمرانی کی[1]۔ایران کا یہ شاہی خاندان اس بات کا مدعی تھا کہ وہ ہخامنشیوں [2] کے اصل وارث ہیں۔ ساسانیوں کے بانی اردشیراول نے اشکانی بادشاہ اردوان پنجم کوشکست دے کر اپنے دادا ساسان کے نام پر عہد ساسانی کی بنیاد رکھی[3]۔ ساسانیوں نے ایران سے یونانی اثرات جواشکانیوں کے زمانے میں ملک پر اثرانداز تھےاور اشکانیوں کی طوائف الملوکی [4]کو ختم کرکے خالص مذہبی حکومت کا آغاز کیا۔جس سے ایرانی عوام کو فکری یکجہتی ملی۔[5]

عہد ساسانی کے مشہورحکمرانوں میں خسرو اول نے نوشیروان [6]کے لقب سے شہرت پائی۔اسی کے عہد میں رسول اللہ [7]اس دنیا میں تشریف لائے۔ اس خاندان میں خسروپرویز(خسرو دوم)کی ایک ملکہ شیرین تھی۔ فارسی ادب میں شیرین،فرہاد اورخسرو دوم کا تذکرہ باربار آیا ہے۔[8]جب رسول اللہ ﷺ نے دوسرے بادشاہوں اور فرمان رواؤں کودعوتی خطوط ارسال کیےتوایک خط اس کو بھی لکھا۔ خسرو پرویز نے غصے میں پڑھنے والے کے ہاتھ سے لے کر پھاڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سناتوفرمایا**اللَّهُمَّ مَزِّقْ مُلْكَهُ**[9]"اے اللہ اس کےملک کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کردے"۔ چنانچہ خسرو کے زندگی میں یہ پیشن گوئی صحیح ثابت ہوئی۔اس کی رومیوں سے جنگ شروع ہوئی ۔ پہلے تو یہ فاتح رہااورایک بڑےعلاقےپرقابض ہوگیا۔ مگرپھر شکستیں کھائیں۔ریاست کے حالات اتنے خراب ہوگئے کہ خسرو کو خود اپنے بیٹے شیرویہ[10]نے قتل کردیا۔خسرو کے بعد ریاست ساسانی انتہائی تنزل کا شکارہوگیا۔ریاست کے اندرابتری پھیل گئی۔مختصرعرصے میں کئی ا شخاص ساسانی ریاست کےحکمران ہوتے گئے۔ جن میں سےکئی اشخاص

---

*پی ایچ۔ڈی محقق، شعبہ مطالعات سیرت، جامعہ پشاور۔

**سابق چیئرمین، شعبہ مطالعات سیرت، جامعہ پشاور،موجودہ چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان۔

کو قتل کردیے گئے یامعزول کیےگئے۔[11]اس خاندان کا آخری حکمران یزدگرد سوم تھا ،جس کی لڑائیاں مسلمانوں کے ساتھ شروع ہوئیں۔جنگ قادسیہ اورنہاوند میں شکستیں [12] کھانے کےبعد تخت چھوڑ کر ترکستان بھاگ گیا۔مگرایک مقام پر آسیابان نےقتل کردیا۔جس سے عہد ساسانی کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہوا ۔اور ایران اسلام کے جھنڈےتلے آگیا۔[13]

بازنطینی ریاست

بازنطینم ایک پرانا یونانی[14] شہر تھا ۔روم جب معاشی اور سیاسی طورپردوسری اور تیسری صدی میں زوال کا شکا ر ہوا۔تواستحکام ریاست کی خاطر روم کو دو حصوں مغربی اور مشرقی روم میں تقسیم کردیاگیا۔چوتھی صدی کے ربع اول میں قسطنطین اعظم نے دارالخلافہ روم سے بازنطین منتقل کردیا۔[15]جس سے مشرقی رومی ریاست،بازنطینی ریاست کہلائی۔یہ دارالخلافہ انتظام ریاست یعنی جغرافیائی،حربی،اور اقتصادی لحاظ سے کئ فوائد کا حامل تھا۔ جوآبنائے باسفورس پرواقع تھا،جہاں یورپ اورایشیاء ملتے ہیں۔اس کے جنوب میں مشرقی یورپ،ایشیائے کوچک ،شام،فلسطین اور مصر کے علاقےشامل تھے۔[16] دارالخلافہ کےمنتقلی سے قسطنطین اعظم نےایک طرف بازنطینی ریاست کی بنیاد رکھ دی تو دوسری طرف عوامی تائید اور سیاسی خلا کو پر کرنے کے لیے مسیحیت کو قبول کرکے سرکاری مذہب قرار دیا۔جس نےریاست بازنطین کو ہمیشہ کے لیے استحکام بخشا۔یوں ریاست اور مذہب کے باہمی تعاون سے عہدبازنطینی کا آغاز ہوا۔بازنطینی ریاست کا پہلا حکمران قسطنطین اعظم ۳۲۴۔ ۳۳۷ ء اورآخری حکمران قسطنطین یازدھم۱۴۴۹۔۱۴۵۳ء ہے۔[17]

طلوع اسلام کےوقت یہ دو بڑی بڑی ریاستیں بازنطینی اورساسانی موجود تھیں۔جن کے درمیان جنگوں کا سلسلہ جاری رہا۔قرآن مجید کے سورۃ الروم۱:۳۰۔۵ میں اس کی طرف اشارہ کیاگیا ہے۔[18]عہد نبوی ﷺ میں بازنطینی ریاست کا حکمران ہرقل[19] تھا۔رسول اللہ ﷺ نے دوسرے سلاطین اور فرمان رواؤں کے ساتھ ایک دعوتی خط [20]اس کو بھی تحریرکرکےارسال کیا۔شام کے غسانی حکمرانوں نےہرقل کومسلمانوں کے ساتھ جنگیں لڑنے پر ابھارا۔جس میں ہرقل کو مسلسل شکست سے دوچار ہونا پڑا۔جس کے نتیجے میں شام ،فلسطین اور مصر اس کے ریاست سے نکل گئےاورآہستہ آہستہ پورےایشیاء کوچک پرمسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔عثمانیوں کےعہد۱۴۵۳ء میں سلطان محمد فاتح [21]نے بازنطینی ریاست(مشرقی روم) کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کردیا۔

ریاست نبوی ﷺ

نبوی لفظ نبی سے منسوب یعنی نبی[22]سے نسبت رکھنےوالا ۔اور اصطلاح میں ریاست نبوی ﷺ سے مراد پیغمبراسلام محمدبن عبداللہ کی جزیرہ نماعرب میں قائم کردہ ریاست ہے۔جس کا دارالخلافہ مدینہ منورہ تھا۔یہ ریاست۶۲۲۔۶۳۲ء تا آپ کے وصال تک قائم رہی۔ یہ ریاست چند کلومیٹر شروع ہوکربارہ لاکھ مربع میل پر پھیل گئی۔آپ کے بعد آپ کے سیاسی جانشینوں نے ریاست نبوی ﷺ کے اصولوں اور پالیسیوں کو جاری رکھا۔جنہیں تاریخ میں خلفائےراشدین[23](حضرت ابوبکر تاحضرت علی)کا دور کہا جاتا ہے۔چنانچہ پہلی صدی ہجری کے اختتام تک یہ ریاست تین براعظموں کےپنسٹھ لاکھ مربع تک پھیل گئ۔اسی ریاست نے اپنی ہم عصردو عظیم الشان ریاستوں ساسانی اوربازنطینی کوختم کرکے اپنے مقبوضات میں شامل کرلیا۔پھر انھی عظیم الشان ریاستوں کےادارتی ڈھانچوں کی جگہ ریاست نبوی ﷺ[24]نے لے لی۔

ریاست نبوی ﷺ سے قبل جزیرۃ العرب میں نہ کوئی منظم و مستقل ریاست اور نہ ہی کوئی اتحاد ویکجہتی تھی۔سارا عرب مختلف قبائل میں بٹا ہوا تھا۔ ہر قبیلے کا اپنا سردار ہوتا ،جو اپنے قانون یا پہلے سے بنے قوانین پر اپنے قبیلے کو چلاتا۔زیادہ تر اہل عرب بدویانہ زندگی بسر کرتے تھے ۔مرکزی حکومت اورقوت نافذہ نہ ہونے کی وجہ سے جب قبائل میں جنگ شروع ہوجاتی تو صدیوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔[25]مذہبی لحاظ سے بھی ہر قبیلے کا اپنا مذہب تھا۔

حضرت جناب ابراہیمؑ اور حضرت اسمعیلؑ کا تعمیر کردہ "بیت اللہ " جو خدا یکتا کی پرستش کے لیے تھا۔تین سو ساٹھ(۳۶۰) بتوں کی عبادت کا مرکز بن چکا تھا۔ جو ان کے سیاسی اور مذہبی افتراق کا بین

ثبوت تھا۔ غرض ہر طرف بدامنی،انتشار اور افراتفری کا دور و دورہ تھا۔[26]ان بدترین اور مایوس کن حالات میں پیغمبر اسلام ﷺ نے ریاست کی بنیاد رنگ،نسل،وطن،زبان،قوم یا پاپائیت کی بجائے"دین" پر رکھی۔یہ دین دین اسلام سے موسوم تھا۔اور یہ دین دین فطرت [27] تھا۔جو انسانی فطرت،حوائج اور ضروریات کے مطابق اور زندگی کے تمام شعبوں میں مکمل رہنمائی کرتا۔جو اس دین کو قبول کرتا ان کی زندگی میں انقلاب برپا ہوجاتا۔دین اسلام کی تعلیمات نے ان کو متحد کردیا اور فکری یکجہتی بخشی۔ان میں اخوت،مساوات،ایثار اور تعاون جذبات پیدا کر دئیے۔گویا دین اسلام ہی ریاست نبوی ﷺ کو وجود میں لانے کا سبب بنا۔[28]

اس دین کے پیروکاروں نے جب بین الممالک تعلقات میں قدم رکھا تو بقول عیسائی مؤرخ اس مہذب وحشی قوم نے فتوحات کا ایک وسیع اورریکارڈ بنایا جو اب تک کسی قوم کے نصیب میں نہ آیا تھا۔ دس سال کے اندر ہی انہوں نے عراق،ایران،فلسطین ،شام،طرابلس،تیونس،ترکستان،آرمینیا اور مغربی سندھ و ہند کو زیر کرلیا۔یہ ریاست انتظامی حوالےسے بھی بے مثال ثابت ہوئی۔ ان کےاصولوں پر جب تک عمل ہوتا رہا ۔ دنیا میں مہذب اور شائستہ حکومتیں بنتی رہیں۔جس کا اقرار گاندھی جیسے کٹرہندو لیڈر نے بھی کیا۔کہ ہندو حکومتیں ان اصولوں کو اپنے لیے نمونہ بنائیں۔[29]

ساسانی ،بازنطینی ریاست کے سیاسی نظام کا پس منظر

ابتدائےمضمون میں ساسانی اور بازنطینی ریاستوں کے تعارف میں تذکرہ ہوچکاہے کہ یہ دونوں ریاستیں عرصہ دراز سے باہم متحارب تھیں۔ان ریاستوں کے حکمرانوں کاباہم متحارب ہونے کا مقصد صرف ریاست کی توسیع اور ہوس ملک گیری تھا۔ان لامتناہی جنگوں میں غیر عوام کو کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اگر چہ یہ دونوں ریاستیں سپرپاورہونے کی وجہ سے تہذیب و تمدن،صنعت وحرفت اور علوم وفنون کے مراکز تھے ۔لیکن ان میں مذاہب مسخ شدہ صورتیں اور انسان اپنے انسانیت کی حدودسے تجاوز کرگئے تھے یادوسرے انسانانسانیت کے درجے سے خارج کردیئے گئےتھے۔[30]

ساسانی ریاست:

ساسانی ریاست رقبہ،وسائل وذرائع آمدن اور شان وشوکت میں بازنطینی ریاست سے بڑی تھی ، جس کی بنیاد اردشیر اول نے رکھی ۔ اس وقت ساسانی ریاست میں اسیریہ ، خوزستان ، میڈیا، فارس، آذربائیجان ، طبرستان، سرخس، مرجان ، کرمان ، مرو، بلخ، سغد، سیستان ، ہرات ،خراسان، خوارزم، عراق اور یمن کے علاقے شامل تھے۔ اس کے علاوہ دریائے سندھ کے درمیانی اضلاع اور اس کے کنارے کے آس پاس کے صوبے یعنی کچھ ،کاٹھیاواڑ ، مالوہ کے علاقے بھی اس کے مقبوضات میں شامل تھے۔ اس کا دارلخلافہ طیسفوں (المدائن)تھا۔ پانچویں صدی اور اس کے بعد یہ ریاست اپنے تمدن اور وترقی اور سامان تعیش واسراف کے عروج پر تھا۔[31]

ان کے حکمرانوں یعنی ساسانیوں نے مزدائیت کی جگہ زرتشت کو سرکاری مذہب قراردیا جس نےخیروشر کی کشمکش اور برائی کے خدا اور بھلائی کے خدا کے درمیان ناختم ہونے والےمعرکے پر مبنی تصورات پیش کئے ۔ تیسری عیسوی میں مانی ایران میں ایک مصلح کی حیثیت سے نمودار ہوا ۔شاپور اول اس کا مرید ہوا لیکن بعد میں مخالف ہوگیا۔ مانی نے شروفسا د کا مادہ ختم کرنے کے لیے تجرد کی زندگی کا تصور پیش کیا ،اس نے دعویٰ کیا کہ نوروظلمت کا امتزاج بجائے خودایک ایساشر اور برائی ہے جس سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے ۔لہذا اس نےظلمت پرنور غلبہ قائم کرنے کے لیے نسل انسانی کےخاتمےاور رشتہ ازدواج کے تصور کویکسرختم کرنےکاتصور پیش کیا ۔ مانی نے کئی سال جلاوطنی میں زارےاورپھرمریدوں کے کہنے پر جب ایران واپس آیا تو بہرام اول کے عہد میں قتل کردیاگیا[32]لیکن مو ت کے بعدبھی مانی کی تعلیمات نے ایرانی معاشرے کومتآثر کیا۔

پانچویں صدی میں ایران میں مزدک نے ایک نئے مذہب کاتصور پیش کیا۔ جو مال ودولت اور عورت میں مکمل مساوات اور اشتراک پر ممبنی تھا۔مزدک کےمطابق ان تمام چیزوں کا استعمال انسانو ں کے لیے بغیر کسی قیود ولحاظ کے جائز ہے ۔یعنی ہرشخص اس سے استفادہ کرسکتاہے۔اس تحریک نے ایران کے طول وعرض میں قوت پکڑی اورملکی حالت یہ ہوگئی کہ لوگ جس کے گھر میں چاہتے داخل

ہوتے اور اس کے مال ودولت اور عورتوں پرزبردستی قبضہ کرلیتے۔[33]آرتھرکرسٹن سین رقم طراز ہے۔''نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طرف کسانوں کی بغاوتیں برپا ہوگئیں لوٹ مار کرنے والے امراء کے محلوں میں گھس جاتے تھے ، مال ودولت لوٹ لیتے ، عورتوں کو پکڑ کرلے جاتے اور جاگیروں پر قبضہ کرلیتے تھے ۔ زمینیں رفتہ رفتہ غیرآباد ہوگئیں ، اس لیے کہ یہ نئے جاگیردار زراعت سے بالکل ناواقف تھے۔''[34]اس کے ساتھ ساتھ ریاست میں حکمرانوں کی حالت بگڑچکی تھی۔ پوری ریاست شہنشاہوں کے رحم وکرم پر تھی۔ حکمرانی موروثی ہوا کرتی تھی،یہ حکمران اپنے آپ کو عوام سے بالاتر سمجھتے تھے ، حکمرانوں کا رشتہ آسمانی باشاہوں کی نسل جوڑاجاتاتھا۔ ،حکمرانوں کومخاطب کرنے والے القابات میں خدا کےلیے اسستعمال ہونے والے الفاظ شامل ہوتے تھے۔جیسے خسرودوم پرویز کے لیے استعمال کیے جاتے تھے ۔ ''خداؤں میں انسانِ غیر فانی اور انسانوں میں خدائے لاثانی ، اس کے نام کابول بالا ، آفتاب کے ساتھ طلوع کرنے والا ، شب کی آنکھوں کااجالا۔''[35]

ریاست کی تمام دولت اور ذرائع آمدن ان حکمرانوں کے ملکیت میں ہوتے تھے۔ ایک طرف ان حکمرانوں کو دولت جمع کرنے ، تحائف ،نوادرات اور قیمتی اشیاء کو حاصل کرنے کا جنون تھا،تو ووسری طرف یہ حکمران اپنے معیار زندگی کو بلندکرنے ،اور زندگی سے لطف اندوز ہونے کے لیے ، سامان تعیش کے شوق ،دولت مند بننے اور دنیا کے مزے اڑانے کےدوڑمیں آخری حدوں کو چھو چکے تھے۔جس کا اندازہ مدئن ایوان کسریٰ ، بہارکسریٰ (ایرانی شہنشاہ کا قالین جس پر وہ بہارکے موسم میں شراب پیاکرتے تھے۔) تاج کسریٰ، خادموں ، بیویوں ، لونڈیوں ،خدمت گزاروں،باورچیوں ،پرندوں اور درندوں کو تربیت دینے والے، سامان شکار ، اور برتنوں کی تعدادپتہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ حکمران اسراف میں کتنے آگئے بڑھ گئے تھے۔[36]

غریب عوام کی زندگیاں مختلف قسم کے ٹیکسوں نےاجیرن کردی تھیں ۔ وہ جانوروں کی طرح زندگیاں بسرکررہے تھے۔ ظالمانہ ٹیکسوں اور جبری فوجی خدمت سے بچنےکےلیےکسانوں نے کھیتوں کو خیر آباد کہہ کرراہبانہ زندگی اختیار کرکے معبدوں میں زندگی گزارنا شروع کردی تھی۔[37]

بازنطینی ریاست:

اس ریاست میں ٹیکسوں کی اتنی بھر مارتھی کہ اس کے عوام اپنے حکمرانوں کے بجائے غیر ملکی حکمرانوں کوترجیح دیتے تھے۔ان حکمرانوں کے خلاف بغاوتیں ہوتیں تھیں۔ ۳۵۵ء میں کے ایک فساد میں قسطنطنیہ میں (۳۰)تیس ہزار لوگ ہلاک ہوگئے ۔ ان کا سب سے بڑا مشغلہ سامان تعیش وتفریح تھا۔ جس میں وہ درندگی وبربریت کے سرحد کو پار کرگئے تھے ۔ [38]

بازنطینی معاشرے کے اس تضادات ،اخلاقی پسماندگی اورشوق سامان تعیش پر گبن کا تبصرہ ۔ ''
بازنطینیوں کی سماجی زندگیوں زبردست تضاد پایاجاتا تھا۔ مذہبی رجحان وخیالات ان کے ذہنوں میں گہرے طورپر پیوست ہوچکے تھے ۔ ترک دنیا اور رہبانیت سلطنت کے طول اور عرض میں پھیلی ہوئی تھی۔ اور معمولی درجہ کا شہری بھی عمیق مذہبی مباحث میں گہری دلچسپی لیتا تھا ۔ اس کے ساتھ سبھی لوگوں کی روزمرہ زندگی پر آسرار پسندی اور باطینت کی چھاپ لگی ہوئی تھی لیکن اس کے برعکس یہی لوگ ہر قوم کے کھیل تماشوں کے غیر معمولی شائق بھی تھے ۔ زبروست سرکس کے میدان تھے ،جس میں ۸۰ ہزار تماشائیوں کے لیے بیٹھنےکی گنجائش تھی ۔جہاں رتھوں کی دوڑ کے مقابلے ہوا کرتے تھے۔ عوام کو دوگروہوں نیلے اور ہرے میں تقسیم کیا گیا تھا ، بازنطینیوں میں حُسن سے پیار بھی تھااور ظلم وخباثت کا رجحان بھی ،ان کے کھیل تماشے اکثرخونریز اور اذیت ناک ہواکرتے تھے۔ ان کے اذیتیں ہولناک اور ان کے خواص کی زندگی عیش وطرب ،سازش ، تکلفات اور برائیوں کا مرکب تھیں ۔"[39]مصر جو اس وقت بازنطینی ریاست کے مقبوضات میں شامل تھاسیاسی استبداداور مذہبی مظالم کا شکار تھا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ بازنطینی ریاست کے لیے خوشحالی کا سرچشمہ بھی تھا ۔ اس کی مثال تو اس گائے کی طرح تھی جسے زیادہ دوہاجائے اور چارہ کم سے کم دیاجائے ۔[40]شام بھی اسی ریاست میں شامل تھا۔جو بازنطینیوں کی ہوس ملک گیری کا شکار تھا۔ جس پر صرف طاقت کے ذریعے حکومت کی جاتی تھی ۔ اور محکوم عوام ہمدردی اور محبت کا کوئی تقلق نہ تھا ۔ غربت اور افلاس کا یہ حال تھا کہ شام کے لوگ

اپنا قرض ادا کرنے کے لیے اپنے بچوں کو فروحت کر دیتے تھے ۔ مختلف قسم کے مظالم حق تلفیوں ،غلام بنانے اور بیگار لینے کا رواج عام تھا۔[41]

باہم تقابل کا عمومی جائزہ ونتائج

ساتویں صدی عیسوی کے نصف اول میں جب نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کی بنیادی رکھی ۔تو اس وقت جزیر ہ عرب کے شمال اور شمال مغرب میں علی الترتیب ایران(ساسانی) اور مشرقی روم(بازنطینی)کی دوعظیم سپرپاور ریاستیں موجود تھیں ۔ دونوں ریاستیں بالترتیب زرتشت اور مسیحیت مذہب کی پیروکار تھیں ۔ لیکن دونوں ریاستیں عرصہ دراز سے باہم متحارب تھیں۔ساتویں صدی کے نصف اول میں خانہ جنگیوں نے مذکورہ ریاستوں کے ڈھانچوں کونہایت کمزور کردیا ۔جو بالآخر دونوں عظیم مملکتوں کےزوال کا باعث بنا۔ ایرانی (ساسانی)،رومی(بازنطینی) اور ریاست نبوی ؐکا مذکورہ تاریخی سیاسی اور ریاستی پس منظر تینوں کے درمیان تقابل کیا گیا خصوصاً اس مرحلے پر جب یہ دوعظیم ریاستیں ایران اور روم کو اسلامی ریاست میں شامل کیا گیا۔ مذکورہ تینوں ریاستوں کے نظم مملکت کے اصولوں کاعمومی جائزہ وتقابل کچھ اس طر ح ہیں۔

۱۔ اقتداراعلیٰ:

*ساسانی ریاست میں اقتدار اعلیٰ شاہی خاندان کو حاصل رہا ۔ایرانی عوام اس بات کے معتقد تھے کہ یہ اقتدار اعلی اسے خداوند تعالی کی طرف سے ملاہو ا ہے۔اس لئے ساسانی خاندان کے حکمران اپنے آپ کو ’’دیوتا‘‘ یا’’ربانی وجود‘‘ کہتے تھے ۔ ساسانی خاندان اپنے آپ کو قدیم کیانی شاہی خاندان کی اولاد ہونے کی دعوی کرتے تھے ۔ اور خود کو بادشاہت و’’فرکیانی ‘‘ کا جائز حقدار سمجھتے تھے ۔ فرکیانی ایک طرح کا ’’سکینہ ‘‘یا ’’آسمانی حق ‘‘ تھا ۔ جو مادی شکل وصورت میں صرف ساسانی خاندان کو بادشاہت کرنے کا حق دیتاتھا ۔[42]

*اسی طرح بازنطینی ریاست میں بھی اقتداراعلی حکمران طبقے کو حاصل رہا۔حکمرانوں کے اختیارات لامحدود تھے اورتمام سیاسی امور ان سے منسلک تھے ۔ حکمرانو ں کی مرضی کے مطابق ریاست کے امور چلائے جاتے تھے ۔حکمرانی کاحق صرف چند مخصوص گروہوناور جماعتونکو حاصل تھا۔ بازنطینی حکمرانوں کو کلیسا کی حمایت حاصل تھی ۔جس نے عوام کے ذہنوں میں یہ عقیدہ پختہ کردیا تھا کہ’’ شہنشاہیت عطیہ خداوندی ہے‘‘۔عوام حکمرانوں کو دیوتا تصور کرتے اور باضابطہ طورپر قومی دیوتاؤں میں ان کو شمار کیا جاتا تھا۔ ان عقائد کی بنیا د پر ان کے قیصروں کی حکمرانی کو مقدس تصور کیا جاتا۔[43]

*جب کہ ریاست نبوی ﷺ کے پہلے بنیادی اصول کے مطابق اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کو حاصل رہا ۔اقتداراعلیٰ کے حوالے سے جتنے بھی معانی ومفاہیم کسی چیز میں پائےجانےکانام ہے تووہ صرف حاکمیت الہی ہی ہوسکتی ہے ۔ اقتدار اعلیٰ کا مالک ومختیار ایک ایسی ہستی اور ذات ہوسکتی ہے جو حاکموں کاحاکم ہو۔ نہ اس کا کوئی ہمسر ہو اور نہ ہم مثل۔ وہ ذات ،صفات اوراختیارات میں یکتاہو۔ کوئی اس کا شریک اور حصہ دار نہ ہو جو صرف اللہ کی ذات ہی ہوسکتی ہے ۔اس تصور اقتدار وحاکمیت الہی کے مطابق، دنیا میں اگر کوئی حاکمیت کا دعویدار خواہ وہ بادشاہ ہویا آمر خاندان ہو یا قبیلہ ،گروہ ہویا کوئی انسانی ادارہ حقدار نہیں لہذا ایسادعوی غلط قرار دیا جائے گا۔کیوں کہ اقتدار اعلیٰ کا صحیح حقدار وہ نہیں جو دوسروں کا عطا کردہ ہویا موروثیت میں ملا ہو۔اقتدار وحاکمیت الہی ایک ایسا منفرد تصور ہے جس کی بنیاد پر قوموں ،امتوں ،ملکوں ،طبقوں ،مذہبی اور سیاسی مسلکوں کواکٹھا کیا جا سکتا ہے ۔ یہ تصور ان کو ایک مرکزیت عطاکر تاہے ۔ یہ ایک ایسا انوکھا نظریہ ہے جس پر حالات ،واقعات کی تبدیلی ، سیاسی وتمدنی اختلافات اور زمانے کے تغیراوربدلتے اطوار کا کوئی اثر نہیں پڑسکتا۔[44]

۲۔ حکمران ریاست:

*عہدساسانی میں ساسانی حکمران کوسارے اختیارات حاصل رہے۔[45]

*بازنطینی ریاست میں اختیارات کے سرچشمہ حکمران ہوا کرتے تھے ۔[46]

*جب کہ ریا ست نبوی ﷺ میں اختیارات کا سرچشمہ خدا کی ذات کو قراردیا گیاہے ۔[47]

۳. مـــــــــــــــــــــــــذہبی نظـــــــــــــــــــــــام:

*عہدساسانی میں زرتشت مذہب ریاستِ کے باب میں اور ریاستی امو ر میں رہنمائی دینے سے قاصر ہے یـــــــہ صـــــــــرف چنـــــــــد عقائـــــــــد اور عبـــــــــادات کامجموعـــــــہ ہـــــــــــے۔[48]

*مسیحیت کو ریاست کے سیاسی خلاکو پرکرنے لیے سرکاری طورپررائج کیاگیالیکن یہ مذہب مبہم عقائد اورچند مجموعہ عبادات پرمشتمل ہیں۔یہ ریاستی امور اور زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی کے قابل نہیں تھا۔[49]

*ریاست نبویﷺ میں مذہب اسلام کا تعلق زندگی کے تمام شعبوں مثلاً سیاست، معاشرت ، اخلاقیات اور تمدن سے ہے ،مخض عقائدیا عبادات کامجموعہ نہیں بلکہ مکمل ضابط حیات ہے۔[50]

۴. ریاست کا مقصدو منہج:

*ساسانی ریاست میں حاکمیت مطلق العنان اور مورثی طورپر حکمرانوں کو حاصل تھی۔ ریاست کا مقصد صرف مخصوص طبقہ (حکمران واشرافیہ)کوسامانِ تعیش فراہم کرنا تھا۔[51]

*بازنطینی ریاست میں حکمران مطلق العنان ہوا کرتے تھے ۔حکمران لامحد و د اختیارات کے مالک ہواکرتے ۔ ریاست کا مقصد صر ف حکمران طبقے کی خدمت کرنا اور ان کے لیے بلندعمارتیں ،بالاخانے اور تماش گاہوں میں خونخوار انسانی مقابلوں کاانعقاد کراکے تفریحات فراہم کرنا۔[52]

*جب کہ آپ ؐ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاکمیت کے پابندتھے ۔ حاکم حقیقی کی طرف سے نبوی ؐ ریاست کامقصد واضح تھا۔ سورۂ حدید میں ہے ۔"ہم نے رسولوں کو واضح ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب ومیزان کو نازل کیا تا کہ لوگ انصاف پرقائم ہوں۔ "اس طر ح دوسری جگہ میں آتاہے۔"یہ وہ لوگ ہیں جن کو اگرہم زمین پر تمکن وحکومت عطاکریں گے تو یہ نماز قائم کریں گے ، زکوٰۃ دیں گے نیکی کا حکم کریں گے اور بدی سے روکیں گے۔"[53]

۵. عدالتی نظام:

*ساسانی ریاست کے نظم مملکت کے ماخذ انسانوں کے بنائے ہوئے مجموعہ قوانین تھے ۔جس نے خدائی مرتبہ حاصل کرلیا تھا۔حکمران ریاست جوچاہتے ان کے فرامین قوانین بن جاتے ۔ریاست کا ہر فرد اس کے فرامین پر چلنے کا پابند ہوتا۔[54]

*بازنطینی ریاست میں نظم مملکت کے ماخذ بھی انسانوں اور مذہبی گروہ کے بنائے خودساختہ قوانین تھے۔ جوحکمران اور مذہبی (پاپئیت)کے درمیان نزاع کاباعث بنی رہے۔ر یاست بازنطین کے قوانین کی بنیادجمہوریہ روم پررکھی گئی۔سرکاری مذہب مسیحیت میں ریاست کے باب میں کوئی واضح قوانین موجود نہیں تھے اس لیے اس نے سابقہ رومی قوانین کو مذہبی لبادہ چھڑا کرمسیحیت کا اصطبغ دے دیا۔اس طرح ریاست کے ہرکس وناکس کے لیے باعث اتباع بن گیا۔[55]

*جب کہ ریاست نبویؐ میں نظم مملکت کے ماخذ وحی الہی،رسول اللہ کے احکامات وارشادات تھے۔کسی فرد یا جماعت کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ قرآن وسنت کے منافی قانون بنا سکے۔[56]

۶. حکمران اطاعت :

*ریاست ساسانی میں حکمرانوں کی مخالفت کرنا اگر چہ باعث بغاوت و جرم تھا لیکن باعث گناہ نہیں تھا۔ یہی وجہ کہ جب بھی طاقتور کمانڈر چاہتاتو ان کو معزول کرکے خود حکمران بن جاتا۔[57]

*ریاست بازنطینی میں کوئی عسکری کمانڈرطاقتور ہوتا تواپنے حکمران سے بغاوت کرکے خود حکمران بن جاتا۔بعض اوقات یہ حکمران مذہبی طبقے کے سامنے بے بس بن جاتے۔[58]
*جب کہ ریاست نبوی میں سیاسی اطاعت پوری ریاست کے عوام پر لازم واجب لیکن مسلمانوں پر اس اطاعت کا وجوب دوہرا تھا۔ایک حکمران کی حیثیت سے جب کہ دوسرا رسول اللہ کی حیثیت سے ۔ اس بناء پرایک سیاسی نافرانی ایک طرف باعث جرم وبغاوت تو دوسری طرف باعث گناہ بھی تھی۔[59]

۷۔فوجی نظام:

*ریاست ساسانی میں عسکری نظام نہایت مستحکم بنیادوں پر قائم تھاجس کاسربراہ حکمران ریاست ہوا کرتا تھا۔ ان کے جنگی قوانین میں مد مقابل کی ہرچیز کو تباہ کرنا ہوتا تھا۔ ان کی جنگ کا مقصد زر ،زن یاغلاموں کا حصول یا توسیع مملکت ہوا کرتی ۔ ان جنگوں میں کوئی ضابط اخلاقی کا لحاظ نہ رکھا جاتا ۔مثلا بچوں،عورتوں اور بوڑھوں کو قتل کرنا۔ ان کے باغات ، فصلوں کو تباہ کرنااور مذہبی عبادت گاہوں کی بے حرمتی کرنا ۔[60]
*بازنطینی ریاست میں منظم فوجی نظام موجود تھا ۔جس کاسربراہ حکمران ہوا کرتا تھا۔جنگ کا مقصد صرف حصو ل زر ،زمین اور توسیع ریاست ہوا کرتی ۔ جنگ میں مدمقابل کی ہر چیز کو نست نابودکرویاجاتا۔ حصول مقصد کی خاطر وہ کسی بھی اخلاقی ضابطہ کو خاطر میں نہ لاتے ۔ مثلاً معاہدہ شکنی،بچوں ،عورتوں ،بوڑھوں ،مذہبی خدام کو قتل کرنا ۔ فصلوں اور عبادت گاہوں کوعام بات تھی۔[61]

*ریاست نبوی ؐمیں ریاست کے تحفظ کے لیے رضاکارانہ طور پر ایک فوجی نظام موجود تھا ۔فوج کے سربراہ خود آپ ؐتھے ۔ اگر چہ یہ باقا عدہ فوج نہیں تھی۔لوگ خود ہی رضاکارانہ طور پر جنگ میں حصہ لیتے۔ لیکن بعد کے ادوار میں نبی ﷺکے اصولوں کی بنیادپر ایک مستقل اور باقاعدہ فوج مرتب کی گئی۔جنگ کا مقصد ریاست نبوی کا دفاع اور دفع شر ہوتا۔ آپ ؐنے جنگ کے اصول وضوابط مقرر کیے جن کا ہر حالت میں لحاظ رکھا جاتا ۔ معاہدہ جنگ بندی۔ ذمیوں کا تحفظ و حقوق مقررکئے ۔ بچوں ، بوڑھوں ،عورتوں ،راہبوں اور مذہبی پیشواؤں کے قتل کرنے کی ممانعت کردی گئی تھی۔باغات ،فصلوں کی غارت گری اورمذہبی عبادات گاہوں کی بے حرمتی کی بھی ممانعت تھی۔

ریاست نبوی ؐسے قبل جنگی قیدیوں کے متعلق کوئی قانون یا ضابطہ اخلاق نہ تھا۔لیکن اسلام نے انتقام کی آگ بجھانے کی بجائے احسان کا حکم دیا۔ جس کا اقرار مسٹر سی پی اسکاٹ نے بھی کیا ہے ۔"کہ اسلام نے جنگ کی بے رحمیوں کو بہت کچھ کم کردیا ہے۔ مفتوحین کو بشرط اسلام پوری آزادی کا حق دیا اور بدقسمت قیدیوں کو جبروتشدد سے بچایا۔"[62]

۸۔ مالی یا اقتصادی نظام :

*ساسانی ریاست میں اقتصادی نظام مختلف ذرائع آمدنی سے قائم تھا۔ لیکن تمام آمدنی ومحاصل کا مصرف مخصوص طبقہ اشرفیہ کے لیے سامان تعیش کی فراہمی تھا۔ [63]

*بازنطینی ریاست میں بھی ریاستی نظام چلانے کے لیے اقتصادی نظام قائم تھا۔ریاست مختلف مدات سے اپنے اخراجات پورےکرتی تھی ۔لیکن ان تمام آمدنیوں کا مقصد حکمران طبقے کے لیے سامان تعیش کی فراہمی اور بلند و بالا عمارات تعمیر تھا۔[64]

*ریاست نبوی ؐمیں ریاستی نظام چلانے لیے باقاعدہ نظام مالی قائم تھا ۔جو مختلف مدات آمدن سے اکھٹے کیے جاتے تھے ۔لیکن تمام مدات کی آمدنعوام کے فلاح وبہبود پر خرچ ہوتی تھی۔جس میں ہر فرد کےلیے بنیادی ضروریاتِ زندگی شامل تھیں البتہ کسی کو دوسرے کی محنت پر عیاشی کرنے کا کوئی حق حاصل

نـــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ تھـــــــــــــــــــــــــــــــــــــا۔[65]

۹۔ معاشرتی نظام:

*ریاست ساسانی کااصول معاشرت طبقاتی نظام پر رکھاگیا تھا۔جس کا مقصد ایک ادنیٰ طبقہ کی اعلیٰ طبقات کی غلامی اور اعلیٰ طبقات کے لیے سامان تعیش کی فراہمی تھا۔ جو با الآخر باہمی حسد ونفرت اور شکست کا باعث بنا۔[66]

*بازنطینی ریاست کا اصول معاشرت بھی طبقات پر رکھاگیا تھا۔ معاشرے میں کسی کو ہمت نہ ہوتی کہ وہ پیشہ بدل سکے ۔اس لیے ہرلڑکے کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنے باپ کا پیشہ اختیار کرے۔ جس کا مقصد ادنیٰ طبقات کا اعلیٰ طبقات کی سامانِ تعیش فراہمی کرنا تھا۔معاشرہ نیلے اور سبزگروہوں میں منقسم تھا۔اور یہ تقسیم معاشرتی انتشار ،حسد ونفرت اور بغاوت کا باعث بناہوا تھا۔[67]

*جب کہ ر یاستِ نبوی ﷺمیں اصول معاشرت کی بنیاد اخوت پر رکھ کراللہ نے فرمایا ((اِنَّمَاالْمُوؤمِنُوْنَ اِخْوَاۃ))۔"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے"یہ اصول معاشرتی روح پر چھا گیا۔انسانیت کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اس حکمت عملی کا کامیاب تجر بہ ہوا جو بعد میں دنیامیں فاتح بن کرنمودار ہوا ۔[68]

۱۰۔ مشاورتی نظام:

*ساسانی ریاست مینمعاملات کے مشاورت کے لیے شاہی کونسلیں بنائی گئی تھیں۔لیکن یہ کونسلیں برائے نام اور مصنوعی ہواکرتھیں جہاں صرف شہنشاہ اپنے فیصلوں کا اظہار کرتے اور حاضرین مشاورت صرف ان کی رائے کی تائید کرتے۔[69]

*بازنطینی ریاست میں بھی ریاستی امور کے لیے مشاورت کی کونسل ہوا کرتی ۔ جس میں حسب ضرورت بادشاہ کو مشورہ دیا جاتا لیکن یہ مشاورت بہترین نتائج کی حامل نہیں تھی۔گویا اِن دونوں ریاستوں میں مشاورت مخض رسمی اور مصنوعی تھی جس سےشاہی فرامین پر کوئی اثر نہ تھا۔[70]

*ریاست نبوی ؐ میں بھی ریاستی امور کے لیے مشاورت ہوتی آپ ؐ ریاست کی سب سے ذمہ دار شخصیت تھے ۔ ریاست کے تمام ادارے خواہ وہ داخلی ہونیا خارجی ،مذہبی یا دنیاوی تمام شعبوں کے صدر نشین آپ ؐ کی ذات مبارکہ ہی تھی ۔ لیکن ان سب کے باوجود آپ نے ریاستی امور میں آمرانہ فیصلے مسلط نہیں کیے بلکہ ہمیشہ مشاورت یعنی**وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ**اور **وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ**کے مطابق ہی کوئی قدم اٹھایا ۔اس مشاورت میں تنقید واعتراض بھی تھے۔تمام شوریٰ اپنے علم ،ایمان اور ضمیر کے مطابق رائے پیش کرتے۔ رسول اکرمؐ شوری کواس قدر اہمیت دیتے کہ اپنی ذاتی خواہش تک کو نظر انداز کردیتے تھے۔ یہی مشاورت ریاست نبوی ؐ کا طرہ امتیاز تھا۔[71]

خلاصـــــــــــــــــــــــہ بحـــــــــــــــــــــــث تحقیـــــــــــــــــــــــق

اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے ،تو انسانی تاریخ اس با ت کی شاہد ہے کہ ریاست کے نظم میں رسول اللہ ﷺ نے جوانقلابی اصول وضع فرمائے۔اس نے ریاست کے باب میں اصلاحات کا نمایاں کردار اداکیا ۔یہ بھی معلوم ہوچکا ہے کہ دونوں ریاستیں (ساسانی،بازنطینی)نظم انصرام میں ،سیاسی ساخت میں، معاشرتی طبقات وبے راہ روی اور اخلاقی پستی کاشکارہوچلی تھیں ۔اسی صورت تحال میں نبی اکرم ﷺ نے خالص عقیدے کی بنیاد پر ایک جدید ریاست کی تشکیل کی ، اسے دین کے مثبت اصولوں پر ترقی دی، اخوت ،مساوات اور ہمدردی وتعاون کی بنیادپر اس کو مستحکم کیا ۔جس کے نتیجے میں دنیاکے نقشے پرانسانی فلاح وکامرانی کا تصور لےکرریاست نبوی ؐ کےخدوخال اُبھارے۔

ریاست نبوی ؐ کاانقلابی پہلویہ تھا کہ آپؐ نے شہنشاہیت اورمطلق العنانیت کے بت گراکرا نسانی ذہن پر حاکم مطلق کا نقش ثبت کیا ۔دنیاوی حکمرانوں کو الوہیت اور خدائی منصب سے اتار کر عام انسانوں کی صف میں برابرلاکھڑا کیا۔ریاست کے اندرونی دائرہ کار میں جبر واستبداد،قتل وغارتگری،فتنہ وفساد،مکروفریب اور خیانت گری کے بجائے اخلاق حسنہ مثلاً امانت ودیانت ،عدل وانصاف ،مساوات ،نظم وضبط، آزادی ،وروداری،صلح وامن،فکروعمل کی آزادی اور شوریٰ کی روایات بنیاد پڑی۔اس کے علاوہ سب سے بڑھ کر دین وسیاست کویکجاکردیا ۔جب کہ ساسانی اور بازنطینی ریاستوں میں دین و سیاست کی تفریق عام تھی۔

دین اورریاست کا یہ تعلق غیرحقیقی یا مصنوعی نہ تھا بلکہ عین فطری اور حقیقی تھا۔جس کے نتیجے میں ریاست وجود میں آگئی۔یہ ریاست ایک سرزمین پر قائم ہوا جہاں کبھی اس طرح منظم ریاست کا وجود نہیں تھا۔ عدم ریاست نے ان کے اندر خود سری ،سرکشی اور حریت کے خصائل پیداکردیئے تھے لیکن جوں ہی ریاست نبوی ؐوجو دمیں آتی گئی سارے عرب سے بدامنی،لوٹ مار،قتل وغارت کا خاتمہ ممکن ہوا ۔جس کا تصور ناممکن تھا۔

ریاست نبوی ؐبہرکیف ایک مکمل آزاد ،خودمختار ،سیاسی قوت اور اپنے لوازمات کے ساتھ ایک مثالی مملکت کی حیثیت رکھتی تھی۔یہ ایک نظریاتی اور فلاحی ریاست تھی ۔ جس میں معاش سے لے کرمعاد تک ایک عادلانہ نظام قائم تھا۔ آپ ؐنے ایک ایسا لکچدارنظام حکومت مرتب کیا ۔جس کی ادارت نے بعد میں آنے والے ادوار وتاریخ انسانی پر گہرےاثر ات مرتب کئے۔بلخصوص مسلمانوں کی تاریخ جس کی تأسیس آپ ؐنے رکھی بعد کے ادوار میں انہی انتظامی ادارت نے مزید ترقی کر کے ایک وسیع اور ہمہ گیر نظام کی صورت اختیارکی۔

مصادروحواشی

G.Brown,Edward, A Literary History of Persia,Cambridge at the University press, 1956, vol:1,p.4
ایران،فارسی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی آریاؤں کی سرزمین جنوب مغربی ایشیا کی ایک اسلامی ریاست جس کا نام ۱۹۳۵تک فارس رہا۔ اہل فارس کو ایران بن فریدون کی نسل سے بتاتے ہیں ۔فریدون نے ایران کو اپنی اولاد میں تقسیم کردیا تھا ۔ اس حوالہ سے فارسی شاعر کہتا ہے کہ ہم نے ایران کو فارس کا نام دے کر اس کی قسمت بڑھا دی ہے ۔ ابھی تک یہ نام فارس ہی رہا ۔ یہ نام ایرج نے دیا تھا جو درحقیقت ایران بن افریدون تھا اور صوبہ فارس میں اس کی اولاد آبادتھی۔ لیکن بہرحال اکثر لوگ اس بات پر متفق ہے کہ اہل فارس آل ایرج ہی ہے۔تفصیل دیکھئے: المسعودی ، ابولحسن بن حسین بن علی،مروج الذہب ومعاون الجوہر،داراحیاء التراث العربی ۲۰۰۲ء، ج۱۔۲،ص ۱۶۷جبکہ طبری کے مطابق منوچہرے نے پہلی مرتبہ فارس کو فارس کے نام سے پکارا تھا۔افریدون کے بعد منوچہرے بادشاہ بنایا گیا تھا۔ یہ افریدون کے بیٹے ایرج کا بیٹا تھا۔ الطبری، ،محمد بن جریر،ابی جعفر ، تاریخ الرسل والملوک ،روائع التر اث، بیروت ،لبنان ،سن طباعت نامعلوم، ج۱حصہ اول ،ص ۲۶۷۔

[1]Kershasp,p ,Studies in Ancient Persian History,London 1905 p.8.9؛بدخشانی، مقبول بیگ،مرزا،ا دب نامہ ایران،نگارشات ،۳ٹمپل روڈ،لاہور ،سن طباعت نامعلوم، ص۱۶،عہدساسانی کا آغاز ۲۲۶ لکھاگیاہے۔ انسائیکلوپیڈیا برنٹانیکامیں عہد ساسانی 226 جب کہ اختتام 637 لکھا گیاہے۔

Encyclopaedia.Britannica cicago,London,Toronto,1951,Vol
http://www.britannica.com/topic/Sasanian-dynasty 20,p3

[2] قوم ''فارس'' تین ہزار قبل مسیح جب ایران کے مغربی حصہ میں آباد ہوئی ۔ اور اسی قوم کی نسبت سے اس حصہ کا نا م فارس پڑگیا تو یہ قوم مختلف قبائل پر مشتمل تھی ۔ قبیلہ سے ' 'پاز ارگاد''نے فارس میں پازارگاد کے نام سے ایک نیاشہر آباد ہوا۔ ہخا منشیوں کا تعلق بھی اسی قبیلہ سے ہے ۔بعد میں یہ لوگ شوش کی طرف گئے جہاں پر اسی میں سے ایک شخص ''ہخامنش ''نے سیاسی قوت حاصل کرکے ایک چھوٹی سی ریاست قائم کرلی ۔اگرچہ یہ ایک عرصہ تک آسوریوں اور مادیوں حکمرانوں کی باجگزاررہی ۔لیکن اس کے ساتوں جانشین (کردش کبیر)حکمران نے خاندان ماد کوشکست دے کر اپنی آزاد اور مستقل بادشاہی کا اعلا ن کردیا۔ Kershasp,p ,Studies in Ancient persian History,London,1905, p.7نیز دیکھو:کرسٹن سین،آرتھر، ایران بعہد ساسانیان، مترجم: ڈاکٹر محمد اقبال ،انجمن ترقی اردو،دھلی، ۱۹۴۱ء ، ص ۷۔اور
Olmstead, A.T, History of the Persian Empire,The University of Chicago.U.S.A,1940,P3.4,35
http://ancienthistory.about.com/od/persianempire/g/082610-Cyrus-The-Great.htmویب سائٹ دیکھیں.

---

[3]ساسان ایک معبدکاموبدتھاجواصطخر میں واقع تھااسی نسبت سےخاندان ساسانی ہم نسوب کیاگیا۔ Sykes,
4 Lirat,col,Pm,History of Persia,Martin's street,Lendon1915,vol1,p،اوردیکھو Wilber, Donold N,Iran:
Past and Present, Princeton University Press1967.P31
[4]ابن خلدون،عبدالرحمن،تاریخ ابن خلدون،دارا حیاء التراث العربی،بیروت ،لبنان،۲۰۱۰ء، ج۲،،ص ۱۶۲ ،۱۶

[5] Christensen, Arthur,The Cambridge Ancient History,Cambridge at the University Press,1939, vol,x11, p.111 /:http://www.iranchamber.com/history/articles/sassanids_religious_ turmoil.php
,بدخشانی،بیگ،مرزامقبول،ادب نامہ ایران،ص۱۳۔
[6]ابن خلدون،عبدالرحمن،تاریخابن خلدون،ج۲،ص۱۷۱اوردیکھئے Brown, E.G, A Literary History of Persia,The Cambridge University Press.1956,vol 1,P.181,182.:
[7] الطبری ،محمد بن جریر،ابی جعفر ، تاریخ الامم والملوک ، دارلکتب العلمیہ،بیروت ،لبنان،ج۱، ص ۴۵۳ تا۴۵۸،المسعودی ، ابولحسن بن حسین بن علی،مروج الذہب ومعاون الجوہر،ج۱ ،ص ۲۴۷ تا ۲۸۰
[8] بدخشانی ،مقبول ،بیگ،پروفیسرر،تاریخ ایران ،مجلس ترقی ادب ۲۔کلب روڈ لاہو، اکتوبر۱۹۶۷ ء ،ج۱، ص ۵۱۴۔
[9] الطبری ،محمد بن جریر،ابی جعفر ، تاریخ الامم والملوک ، ج۱، ص ۸۳ ۴تا۴۹۲ ؛سیوہاروی، حفظ الرحمن، محمد، بلاغ مبین، (مکاتیب سید المرسیلین)م ط، س ن،ص ۱۲۴۔
عبد الجبار,صهيب، الجامع الصحيح للسنن والمسانيد، تاريخ النشر: 15 - 8 – 2014,[الكتاب غير مطبوع]
[10] Sykes, Sir Percy, History of Persia, London Mcacmillan and CO LTD Newyork ,ST martin,s press,1958. Vol.1,chapter XL11, p.476 to 486.
[11] ابن خلدون ،عبد الرحمن ،تاریخ ابن خلدون ، ج ۲، ۱۹۹تا ۲۱۷ ۔
[12] Brown,.Edward G, A Literary History of Persia, Cambridge, at the University Press, Vol 1, p.6
[13] آبری ،میراث ایران ،
ص۳۰۶۔ https://en.wikipedia.org/wiki/Sasanian_Empire#Decline_and_fall_.28622
[14] یونانیوں نے جب نوآبادیاں قائم کی تو اہل میگارا (جنوبی یونان) نے ایک بستی آبنائے باسفورس کے ساتھ آباد کیا ،جو اشیائی ساحل پر واقع تھی بیزاس(Byzas) شاہ میگار انے قسطنطنیہ کے مقام پر ایک نئی بستی تعمیر کی جس کانام بازنطیم رکھا۔ ہیرلڈلیم،قسطنطنیہ ،مترجم :غلام رسول مہر،فکشن ہاؤس ،۱۸مزنگ روڈ،لاہور،۱۹۹۹ء ،ص ۱۲
www.newworldencyclopedia.org/entry/Constantinople, www.sephardicstudies.org/istanbul.htm
[15] پیلہم ،ایچ ۔ایف، تاریخ روما،مترجم: حمید احمدانصاری ،مسجل جامعہ عثمانیہ ،مطبوعہ دارالطبع سرکارعالی حیدر آباد دکن،۱۹۲۲ ء،ص۵۸۸۔
[16] ڈیوٹ،ولیم اے،سوتاریخی واقعات،مترجم:غلام رسول مہر، فیروز سنز لاہور۱۹۱۶،ص ۲۰،۲۱
www.ancienthistory.about.com/od/mapsgreeceparts /g /052308..
[17] Venning,timothy,A Chronology of the byzantine empire,Palgrave Macmillan,Houndmills, Basing stoke , Hampshire RG21 6XS and 175 Fifth Avenue, New York,First published 2006,p737,740
[18]الم (1) غُلِبَتِ الرُّومُ (2) فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ (3) فِي بِضْعِ سِنِينَ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ (4) بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (5)
ترجمہ:الم(۱)رومی مغلوب ہوگئے ہیں۔(۲)نزدیک کی زمین پر اور مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے ۔(۳)چند سال میں ہی۔اس سے پہلے اور اس کے بعد اختیار اللہ تعالی ہی کا ہے۔ اس روز مسلمان شادمان ہوں گے۔(۴)اللہ کی مدد سے وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔اصل غالب اور مہربان وہی ہے۔
[19] گبن ،ایڈورڈ،انحطاط وزوا ل سلطنت روما،ج۳،ص۳۷۴۔ہرقل (۵۷۵ ھ ۶۴۱ھ (پورا نام فلویس پیراکلس آگسٹس تھا ، عربی زبان میں معربہوکر ہرقل بنا ۔ بازنطینی ریاست کا فاتح تھا۔ آرمینیا کاباشندہ تھا، جس نے مشرقی روم یعنی بازنطینی پرتیس سال سے زائد عرصہ تک حکمرانی کی ۔الزرا کلی،خیرالدین،اعلام،ج۵،ص۲۰۲۔
[20] جناب دحیہ کلبی ؓکوپیام نامہ دے کربھیجا گیاتھا۔ ان دنوں ہر قل بیت المقدس کی زیارت کے لیے گئے تھے ۔ دحیہ کلبیؓ کی معاونت کے لیے عدی بن خاتم کو بھیجاگیا جومذہبی لحاظ سے نصرانی تھے ۔ اور شامی درباروں کے آداب واطور سے بخوبی واقف تھا۔ابن ابی خیثمۃ،التاریخ الکبیر المعاروف بتاریخ ابن ابی خیثمۃ،السفر السفر الثانیء،الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر،قاہرہ۲۰۰۶م ،ج۲،۶۲۸,سیوہاروی، حفظ الرحمن،محمد، بلاغ مبین(مکاتیب سیدالمر سلینؐ) سن طباعت اور مقام طباعت نامعلوم، ص۱۱۳:/محبوب رضوی، سید، مکتوبات نبویؐ،ادارہاسلامیات ،انارکلی لاہور،مئی ۱۹۷۸ء
،ص۱۱۰،۱۱۱۔نیزدیکھئے۔حمیداللہ،محمد،ڈاکٹر ،رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی،نگارشات پبلشرز،لاہور، ۲۰۰۸ ء ،ص۱۵۴۔

[21]قسطنطنیہ کو فتح کرنے کی سب سے پہلے کوشش جناب امیر معاویہؓ نے کی تھی۔پھر اس کے بعدعربوں اور ترک حملہ آور نے کاوشیں کی تھی ۔لیکن یہ فخر قدرت نے سلطان محمد فاتح کے تقدیر میں لکھا تھا۔آپ نے ۵۴ دنوں کے محاصرے کے بعد ۲۰جمادی اول ۸۵۷ھ کو قبضہ کرلیا ۔جس سے گیارہ سالہ پرانی بازنطینی ریاست ہمیشہ کے لیے ختم ہوگئی۔ثروت صولت،ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ ،اسلامک پبلکیشنز،لاہور، ۱۹۹۲ء ، حصہ دوم، ص ۲۰۶؛ - Encyclopeadia of Islam, vol IX , Sasanids,p77

[22]المنجد فی اللغۃ ،دارالفقۃ والنشر ،بیروت ،لبنان،۲۰۰۱ء ، مادہ ،ن ب،لفظ نبوی ص ۷۸۷۔/ علماء کے نزدیک لفظ نَبُوَّ ۃبمعنی رفعت سے مشتق ہے۔اورنبی کو نبی اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ لوگوں کے اندرمعزز اور بلند اقدار کا حامل ہوتاہے ۔آیت کریمہ میں ہے-(وَرَفَعنَاہ' مَکَاناًعَلِیّاَ)(۱۹۔۵۷)اورہم نے ان کو بلند درجات سے نوازا۔ اَلنّبُوّۃالنَّبَاوَۃ کے معنی بلندی کے ہیں۔راغب اصفہانی، امام،مفردات فی غریب القرآن ،مصطفی البانی،مصر ۱۹۶۱ء،مادہ ،ن ب ،ص ۴۸۱

*مدینہ بمعنی قلعہ (الحصن) ہے یہ شہر اس خطہ زمین کے وسط میں واقع ہے ۔ پھر اس کا استعمال ہر اس شہر کے لیے ہونے لگا جہا ں قلعے ہوں ۔ بلکہ زیادہ صحیح الفاظ کے لحاظ سے جہاں محفوظ اور مضبوط پناگاہیں بنے ہوں۔ ابن منظور الافریقی ، ج۱۷ ، ص ۲۸۹ ۔مزید دیکھیے ۔المسہودی ،ج۱، ص۱۱تا ۱۱۶

*مدینہ کو مدینہ کے نام سے موسوم کرنے کا استعمال رسول اللہ ﷺ کے مدینہ میں آنے کے بعد مدینہ النبی سے ہوا مگر بکثرت استعمال سے سے مدینہ رہ گیاہے ۔ سیلمان ندوی ۔ارض القرآن،مجلس نشریا ت اسلام ،کراچی،۲۰۱۱ ص۹۸۔خصوصاً میثاق مدینہ کے بعد اس استعمال ہوا جیساکہ خود میثاق مدینہ میں تحریر ہوا ہے۔ابن ہشام ،ابو محمدعبدالملک ،السیرۃالنبویۃ،ج۲،ص ۱۴۷/میثاق مدینہ کے بعد مدینہ استعمال ہونے لگا یہاں تک کہ سورہ احزاب نازل ہوئی جس کا نزول ۵ھ میں ہوا ۔ مودودی ،ابوالاعلیٰ ، تفہیم القرآن ، ۹مکتبہ تعمیر انسانیت ۔ لاہور ۱۹۶۶ ج۴،ص۵۴http://www.britannica.com/topic/history-of-Arabia/Arabia-since-the-7th-century۔

[23] خلافت کے لغوی معنی جانشینی اور کسی کی جگہ پر اس کے جانے کے بعدبیٹھنے کے ہیں۔تاج العروس میں ہے خلفہٗ خلافۃ کان خلیفتہٗ وبقی بعدہٗ و جاء بعدہٗ ۔معنی: خلیفہ ہونے یا بعد میں آنے ،یا پیچھے رہنے کے ہیں۔خلف او ر استخلاف کے معنی : اپنا خلافہ بنانے کے ہیں ۔الزبیدی محب الدین ابی الفیض،مرتضیٰ الحسینی،تاج العروس من جواہرالقاموس،المطبعۃ الخیریۃ،المصر ۱۳۰۶ھ،مادہ ن،ب،و،ی،مزید تفصیل ملاحظہ ہو :مودودیؒ ،ابوالاعلیٰ،اسلامی ریاست ،اسلامک پبلی کیشنز لاہور ۔ ۲۰۱۰ ص۱۷۹تا۱۸۲۔خلیفہ درحقیقت نبی کے ایوان سیاست میں بطور نائب لوازمات کو ادا کرتا ہے۔ وہ نبی کا نائب ، جانشین اور حکمران کا شخص ہو تا ۔وہ دین کا دفاع اور دنیا کی سیاست میں نبی نمائندہ ہوتا ہے ۔ حامد،انصاری ،مولانا۔اسلام کا نظام حکومت ،ص ۲۸۔نبی اکرمؐ کے بعد چار خلفاء کا انتخاب عمل میں لایا گیا ۔حامد،انصاری ،مولانا،اسلام کا نظام حکومت ،ص۲۴۸؛ملاحظ ہو۔عباسی، احسان اللہ،محمد،ابوالفضل ،علامہ ،اسلام ،نفیس اکیڈیمی،کراچی،۱۹۶۹ء ،حصہ اول ،ص ۹۶

[24]لی بان،گستاؤ،ڈاکٹر،تمدن عرب،مترجم :سید علی بلگرامی، مقبول اکیڈمی ،لاہور،سن طباعت نامعلوم ہے۔ص۱۸۳ ۔۱۸۵ ؛نثار احمد ، عہد نبویؐ میں ریاست کا نشوو ارتقا، ص۱۴

[25] نثار احمد،ڈاکٹر۔عہدنبویؐمیں ریاست کا نشووارتقا،نشریات ۴۰اردوبازار ،لاہور۔۲۰۰۸، ص ۶۶؛/آرنلڈ،تھامس ،سر،پریچنگ آف اسلام،مترجم: محمد عنایت اللہ دہلوی،نفیس اکیڈیمی،کراچی،۱۹۶۹ء ص۴۵۔/سیدیو،موسیو، (فرانسیسی)تاریخ عرب،مترجم:عبدالغفور خان،ظفرالملک علوی،الناظر بک ایجنسی لکھنؤ ،اپریل ۱۹۲۴ ،ص۱۴

Bahador,Ahmed Khan,Syed,Life of Mohammad, SH.Mubarak Ali,oriental ,Lahore, 1979,P.169.

ندوی ،علی،ابوالحسن ،سید،مولانا، انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر،مجلس نشریات اسلام،ناظم آباد کراچی،ص ۶۲،۶۳

[26] المسدوسی ،احمد عبداللہ ،مذاہب عالم،مکی دارلکتب ،چوک اے ۔جی ،آفس ،لاہور۔۲۰۰۴ ء، ص۴۶۔/ ندوی ،ابوالحسن علی،سید، مولانا،انسانی دنیا پر مسلمانوں کا عروج وزوال کااثر، ص۵۸۔؛قدسی ،عبیداللہ ،رحمت اللعالمین ،شمالی ناظم آباد ، کراچی ۳۳، جنوری ۱۹۷۹ء ،ص۹۔

[27]قرآن مجید کی سورۃ الروم ۳۰:۳۱ اور سورہ القمٰن :۲۲ کہ اللہ رب العزت نے انسان کی فطرت کو خود فطرت کے سانچے میں ڈالاگیا ہے اور فطرت ایک ایسی چیز ہے جس میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی پھر اسی فطرت کو ہمارے لیے دین قرار دیا گیا ہے گویا دین اسلام دین فطرت ہے جس کی تائید مشہور حدیث بھی کرتی ہے - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ» الصیحح البخاری،مکتبہ رحمانیہ ، لاہور، س ن،ج۲،کتاب التفسیر، باب :لاَ تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ،سورۃ الروم ۳۰:۳۰ گویا دین فطرت کا دوسرا نام اسلام ہے اور جومسلک یا مذہب اس کے خلاف ہوگا وہ دین نہیں ہوگا ۔ اس لیے کہ فطرت کا دوسرا نام اسلام ہے ۔ سورہ العمران میں ہےأَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ (83) سورہ یٰسین ۳۸تا۴۰

28 انصاری ،حامد، مولانا،اسلام کا نظام حکومت ،الفیصل پبلشنگ کمپنی،اردوبازار لاہورسن،ص۱۲۷،۸۷،۸۶:/آپ ﷺ کے ماتحت یہ ریاست دس سال کے مختصر عرصے میں بارہ لاکھ مربع میل پر مشتمل تھی۔ حمیداللہ،محمد ،ڈاکٹر۔رسول اکرم کی سیاسی زندگی۔نگارشات پبلشرز ،لاہور،۲۰۰۸،ص ۱۴

29 ایضا،حمیداللہ ،محمد،ڈاکٹر۔رسول اکرم کی سیاسی زندگی۔ص ۱۵

30 اردو دائرہ معارف اسلامیہ،دانش گاہ پنجاب ،لاہور، ۱۹۷۱ء،ج۵، ص ا تا۵۔/لی بان،گستاؤ،ڈاکٹر،تمدن عرب ،متر ص ۲۳۱،۲۱۴

Finlay, George, History Greece Under The Romans ,Pg264 – 267

31 رگیرشمن،ایران از آغاز تا اسلام (فارسی)مترجم دکتر محمد معین ،تہران ۳۴۴ ۱، ص۳۴۷۔/ابن خلدون،تاریخ ابن خلدون ،ج۲ ، ص۱۹۹تا۲۱۷ ۔دیکھیں .Urdu Encyclopeadia of Islam,The University of the Punjab,Lahore,Vol. X : 1973لفظ:ساسانیاں،ص۵۸۵ تا۔۶۰۳

32 Zachner ,R.C.Zurwan ,Azaroster Dilemma,Oxford at the Clarendon Press,1955, Pg.7 .،اولمسٹیڈ،اے۔ٹی، ایران قدیم ،مترجم:عابد علی،مکتبہ خاور چاک مینار لاہور،۱۹۶۶ء ، ص۲۷۳تا ۲۷۹

33 اولمسٹیڈ،اے۔ٹی، ایران قدیم ، ص ۲۷۹ تا ۲۸۳

34 کرسٹن سین ،آرتھر،ایران بعہد ساسانیان، مترجم : ڈاکٹر محمد اقبال ،انجمن ترقی ، اردو،دہلی،۱۹۴۱ء ، ص۴۱۷تا۴۱۸

35 بدخشانی، مقبول بیگ،مرزا،ادب نامہ ایران ،یونیورسٹی بک ایجنسی ،لاہور، س ن ،ص۱۵ / شفق،،رضازادہ،ڈاکٹر،،تاریخ ادبیات ایران ،مترجم:سید مبارزالدین رفعت،ندوۃ المصنفین،دہلی ،۱۹۶۵ء ، ص ۲۱۵/ بدخشانی، مقبول بیگ،مرزا،تاریخ ایران ،ج۱، ص۴۸۸تا۴۹۷؛او ر دیکھئے،Brown, E.G, A Literery History of Persia,vol 1,P.281,229

36 کرسٹن سین ،آرتھر،ایران بعہد ساسانیان، ص ۶۰۰تا۶۵۴،

37 ایضاً،ص۱۸۵تا ۱۶۳

38 Gibbon,Edward,A History of Decline and Fall of Roman Empire, مترجم : ڈاکٹر مظفر حسن ملک،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد،پاکستان،ج۳،ص۱۴تا ۲۰

Nikephoros, Patriarch of Constantinople, Short History, ed.C. Mango (Washington, D.C., 1990), 160; PG 100:51315016..

39 The shorter Cambridge Medieval History, Cambridge at University Press,1952,Pg.194-196

Walter wall bank and alastair ,M.Taylor,Civilization,pastand present 1954.P.261-62،.

40 ندوی، ابو الحسن علی، سید،انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کااثر،ص۷۹ بحوالہ:الفرائیڈ کی کتاب: The Arab Conquest of Egypt.اورHistorians , History of the world,vol,vii

41 لی بان ،گستاؤ، تمدن عرب ،مترجم سید علی بلگرامی، ص۲۸۳

42 Brown,E.G,A Literery History of Persia,vol.1, pg229, 281

43 بلنچلی،جے۔کے،نظریہ سلطنت ، ص ۳۷۹،۳۸۹ ،www.heraldica.org/topics/national/hre.htm#Sovereignty

44 فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ ۸۳:۳۶’’وہ پاکیزہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر شے کا اقتدار ہے ۔الاعراف:۵۷،/المؤمنون :۱۱۶، طٰہٰ: ۱۱۴،لقمان :۳۰، الجاثیہ:۳۷۔

45 براؤن ،ایڈوڈ ،پر وفیسر ،تاریخ ادبیات ایران ،مترجم: سید سجاد حسین ،انجمن ترقی اردو، اورنگ آباد دکن۱۹۳۲ ء ج۱،ص۲۱۳

46 گبن،ایڈورڈ،زوال روما، ج۴،ص ۷۲۔

47 النساء: ۱۰۵، ۸۰،۶۵،۶۴،۵۹۔المائدہ: ۴۴،۴۵ ،۴۷۔الاعراف :۳،یوسف :۴۰، النور:۵۵،۵۴۔الاحزاب:۳۶، الحشر:۷

48 http://www.britannica.com/../ Zoroaster;,https://en.wikipedia.org/wiki/Sasanian _Empire# Religion

49 Encyclopaedia of Religion and Ethics, T.and.T.Clark.Edinburgh,Newyork,1953,vol.111,pg 589

https://en.wikipedia.org/wiki/History_of_early_Christianity

50 تفصیل دیکھیں :القران،کتب احادیث مبارکہ،کتب السیرۃ النبی ﷺکتب اسلامی ،حمیداللہ،محمد ،ڈاکٹر ،رسول ؐ اللہ کی سیاسی زندگی،لاہور،2008

51 بدخشانی، مقبول بیگ،مرزا،تاریخ ایران ، ج۱، ص ۵۱۳۔

52 علی ندوی ،ابوالحسن،سید،مولانا، انسانی دنیاپر مسلمانوں کی عروج وزوال کااثر، مجلس نشریات اسلام،ناظم آباد کراچی، ص۳۶۔

53 لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ (25)سورة الحديد25:57 ،الحج۲۲:۴۱،النزاعت۷۹:۲۴،القصص ۲۸:۳۸،الشعراء ۲۹:۲۹،البقرہ ۲: ۲۵۸

---

[54] کرسٹن سین، ایران بعہد ساسانیاں ، ص۲۷۳۔
[55] بلنچلی، نظریہ سلطنت، ص۳۸۵ ۔فرتھ ،جے ۔بی ۔قسطنطین اعظم، ۱۸۰تا۱۸۸ ،ص۳۲۲۔گبن،انحطاط و زوال سلطنت روما، ج۳، ص۲۸۴۔
Finlay,George,Greece Under The Romans, Newyork,1927,Pg.217to219
[56] يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (59) النساء ۴: ۵۹وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا (36) ۔الاحزاب 36:33
[57] https://en.wikipedia.org/wiki/Sasanian_Empire؛Sykes,Percy, Sir, History of Persia, vol.1, p 450،
[58] A.A. Vasiliev,History of the Byzantine empire,Pg.97؛, http://byzantinemilitary.blogspot.com/
http://www.historyworld.net/wrldhis/PlainTextHistories.asp?groupid=2753&HistoryID=ac59>rack=
[59] النساء :۸۰،۶۹،۶۴،۵۹،۱۳النور:۵۴،۵۲،الاحزاب:۲۲ ، ۷۱، الفتح:۱۷،التوبہ: ۷۱، يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْمحمد۳۳:۴۷
[60] کرسٹن سین ، آرتھر، تاریخ ایرا ن بعہد ساسانیان،، ص۶۰۹
[61] Sykes,Percy,Sir,History of Persia,3rd ed,London,1958 ,vol.1,pg.426,http://www.roman-empire. net/ army/army.htm
[62] قرآنی آیات مبارکہ:البقرہ۱۹۳،۱۹۰:۲، ۲۱۸،۲۴۴۔ العمران:۱۶۵۔ الانفال:۳۹،۷۲،۷۳ ۔انساء:۸۴الحج:۷۸۔الصف :۱۱۔ البخاری ،محمد بن اسمٰعیل ،الصحیح البخاری،کتاب الجہاد؛مشکوٰۃ شریف،باب الجزیہ، الفصل :الاول،الثانی،الثالث؛اسکاٹ ،سی پی،اخبار اندلس ،ج۲،ص۱۰۶۔
[63] کرسٹن سین ، آرتھر، تاریخ ایرا ن بعہد ساسانیان،ص 160
[64] ایضاً،سکوائر،فرتھ،جان۔بی،قسطنطین،ص۳۳۰تا۳۳۳۔ A.A. Vasiliev,History of the Byzantine empire ,vol.1, Pg.113
, http://www.M. F. Hendy, Studies in the Byzantine Monetary Economy ,62615034, 65415062,EHB44-State and the economy
[65] البقرہ (۲۹،۱۴۸)،الاعراف (۳۱،۱۵۷،۱۰) ،الرعد (۳)،ابراہیم (۳۲تا ۳۴) النخل (۱۱۶)،الاسراء (۳۰)،الحدید (۲۵)،اور الملک (۱۵)
البخاری ،محمد بن اسمٰعیل ،الصحیح البخاری،کتاب الزکوٰۃ ؛ Husaini,S.A.Q, Arab Administration,p.27.ابویوسف،قاضی،کتاب الخراج، باب ۱۳،فصل ۴۰۰،۵تا۴۰۹
[66] المسعودی ، ابولحسن بن حسین بن علی،مروج الذہب ومعاون الجوہر،ج۱ ،ص254،255 ۔
[67] گبن ،ایڈورڈ ،انحطاط وزو ال سلطنت روما، ج۳،ص۵۲۶ ؛ http://www.byzantineplymouth.weebly.com/social-hierarchy.htm
Cf.Cameron;Humanity and Society,Pg.176.www.en.wikipedia.org/wiki/Slavery_in_the _Byzantine_ Empir

[68] الحجرات:۱۰؛البخاری ،محمد بن اسمٰعیل ،الصحیح البخاری،ج ۲،کتاب المناقب ، بِأِخاَءِ الَّنبی صلی اللہ علیہِ وَسلم بین المہاجیرین والانصار۔عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «المؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا» ۔ جامع ترمذی، ج۱،ابواب البروالصلةعن الرسول اللهﷺ ، باب ماجاء فی الشفقة المسلم على المسلم۔البخاری ،محمد بن اسمٰعیل ،الصحیح البخاری،کتاب الاداب ،باب تعاون المؤمنين بعضهم بعضا.حدیث ۶۰۲۶
[69] براؤن ،ایڈوڈ ،پر وفیسر ،تاریخ ادبیات ایران ،ج۱،ص۲۱۳، ابن خلدون،تاریخ ابن خلدو ن،ج۲، ص۱۶۷تا ۱۷۸، الطبری ،محمدبن جریر،ابوجعفر، تاریخ الامم والملوک،،درارالکتب العلمیہ،بیروت ،لبنان،،الطبعہ الاولیٰ، جز۵، ص۴۲۰۔أحمد بن یعقوب، تاریخ الیعقوبی، دار صادر،بیروت ، س ن ،ج۶۴،۱تا ۱۶۷
[70] سکوائر،فرتھ،جان۔بی،قسطنطین ،ص۳۳۰تا۳۳۳۔،؛ A.A. Vasiliev,History of the Byzantine empire,Vol.1. http://www.britannica.com/event/Quinisext-Council، http://www.britannica.com/place/empire-of-Nicaea
[71] الشوریٰ ۴۲:۳۸ ؛العمران۳:۱۵۹ ؛۱الترمذی:ابوعیسیٰ محمدبن عیسیٰ ، جامع ترمذی،ابوب فضائل الجہاد ، ج۱،ص۲۰۴، عہد نبوی ؐمیں ریاست کا نشوو ارتقا،ص۴۰۴۔

محمد ثناء اللہ ، قاضی ،تفسیر مظہری ،مجلس اشاعۃ العلوم ، دکن ، ج۲،۱۶۱،۲،بحوالہ بغوی۔ حامد انصاری،اسلام کا نظام حکومت ،ص۳۰۷، ابن کثیر،،البدایہ والنہایہ،ج۲،ص۲۳۰